”بدلتی دنیا کے تقاضے اور فکرِ اقبال“

ابرار خٹک

کائنات مسلسل تغیر پذیر ہے اورموجودات میں کوئی شے اس کی زد سے محفوظ نہیں۔”ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں“[۱]اس وقت کرۂ ارض پر انسان کو تہذیب و تمدن ،تعلیم و تعلم، ثقافت و رویات ،مذہب و سیاست،ادب و فنونِ لطیفہ،سائنس و ٹیکنالوجی ، معیشت و معاشرت ؛غرض زندگی کے ہر شعبے اور میدان میں عصری تحدیوں کا سامنا ہے۔ایسے میں یہ سوال انتہائی اہم ہے کہ بدلتی دنیا کے تقاضے کیا ہیں اوراس سلسلے میں فکرِ اقبال کہاں تک ہمارا معاون و مددگار اور رہنما ثابت ہوسکتاہے؟

اقبال خود کو”دانائے راز“[۲] ” شاعرِ فردا “[۳]اور شاعر کو ”چشم خود بربست و چشم ما کشاد “[۴] جیسی لافانی خصوصیات کا حامل تصور کرتاہے۔کلامِ اقبال کی وسعت ، گہرائی و گیرائی کا تقاضا ہے کہ ان کے افکار و آثار میں بدلتی دنیا کے جملہ تقاضوں کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔وہ ہماری علمی ، فکری، نفسیاتی، جذباتی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی و جسمانی نشوونما کرتے ہیں۔ان کے فکری کی جڑیں ماضی میں پیوست ہیں اور حال کی زبان سے مستقبل کی پیش بندی کرتے نظر آتے ہیں۔ایک ولولۂ تازہ کے ذریعے وہ لاہور سے تاخاک بخارا و سمر قند [۵]ذہنی ، فکری و عملی انقلاب برپا کرتے ہیں۔جب وہ کہتے ہیں کہ :

”پس از من شعر من خوانند و دریا بند و میگویند

جہانے رادگرگوں کرد یک مردِ خود اگاہے“[۶]

تو یہ محض شاعرانہ تعلّی نہیں بلکہ وقت نے یہ دعوی ایک کھلی حقیقت کے روپ میں ثابت کردیا ہے۔ادب برائے ادب اقبال کامقصد کبھی نہ رہا بلکہ شاعری برائے حرکت و مثبت تبدیلی ان کے پیشِ نظر رہی۔ایسی شاعری جو افراد و اقوام کو تعینِ ذات،تعینِ مقاصد،تعینِ امکانات ،تعینِ ارتقا،تعینِ فناو بقا کے لافانی سرچشموں سے فیضِ یاب کرتی ہے اور ان کی ذہنی ،فکری و عملی تشکیل کرکے کامیابی کی راہ پر گامزن کرتی ہے ۔”صدائے من، درائے کارواں است“[۷]

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست

سوئے قطار می کشم ناقۂ بے ز مام را [۸]

فکرِ اقبال کے مآخذ و منابع لافانی ہیں ،وہ قرآن و حدیث [۹] ”من از حرم نہ گزشتم کہ پختہ بنیاد است“[۱۰]کے لافانی سرچشموں سے فیضاب ہوتے ہیں تاہم فکری اجتہاد سے ہر دور کے مسائل و تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حالات کو نئ تشکیل و تنظیم ،تہذیب و ترتیب کے سانچوں میں ڈھالتے ہیں۔ اقبال کھوئے ہوئوں کی جستجو[۱۱]بھی کرتا ہے اور چشمِ بصیرت سے مستقبل کے چراغ بھی روشن کرتاہے۔ان کی مثال ایک آئینے جیسی ہے جس میں ہردور کے حالات اپنا چہرے دیکھ کر رہنمائی حاصل سکتے ہیں۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں

آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ[۱۲]

دنیا اس وقت ہر شعبۂ زندگی ؛تعلیم و تعلم،تہذیب و تمدن ،ثقافت و معاشرت ،مذہب و سیاست ، معیشت و معاشرت اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے کروٹیں لے رہی ہے ایسے میں تغیر پذیر دنیا کے تقاضے کیا ہیں؟فکرِ اقبال ہماری جامع و مربوط رہنمائی کرتا ہے۔اقبال جمود ا ور ٹھہرائو کا قائل نہیں ؛وہ حرکت وعمل کا علمبردار ہے۔”حیات جاوداں اندر ستیز است “[۱۳]وہ کسی مخصوص دور کے لمحاتی جذباتی کیفیت کا شکار نہیں ہوتے۔وہ عرق ریز مطالعے،مشاہدے اور تجربے سے گزرکر ہر دور اور زمانے کے حوالے سے اپنے افکار وخیالات کا اظہار کرتے ہیں۔یو ں لگتا ہے کہ ان کے افکار وخیالات کے اندر بھی ایک خودکار نظام موجود ہے جو ہر دور کے بدلتے تقاضوں سے خود کوہم آہنگ کرتا ہے۔بلکہ یوں لگتا ہے جیسے ہر دور کے حالات اقبال کے افکار کی گود ہی میں آنکھ کھولتے ہیں۔عالمی ادب کی تاریخ میں بہت کم ایسے فلاسفر و شعر اگزرے ہیں جو ہر دور کے ترجمان بن کر انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔وہ

ظلمتِ شب میں آہِ شرر فشاں او رنفسِ شعلہ بار[۱۴]سے اپنے درماندہ قوم کو ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کو روشنی دینے کی آرزو رکھتے ہیں۔

اقبال "قومی زندگی" میں افراد و اقوام کو حالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے بنیادی نکتہ پیش کرتے ہیں :

"اس کش مکشِ حیات میں کامیاب ہونے کے لیے ہر طبقۂ زندگی کو مصروف رہنا ہے ،لیکن فتح صرف اس طبقے کو حاصل ہوتی ہے جس میں رہنے کی قابلیت ہو ،جس نے زندگی کے متغیر حالات کے ساتھ موافقت پیدا کرلی ہو۔"[۱۵]

ان کے خیال میں عہدِ کہن کے داستانوں میں پڑے رہنے سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے اس پر نظر رکھی جائے[۱۶]۔قوموں کی زندگی میں کٹھن مرحلہ یہی ہوتا ہے کہ وہ آئینِ نو سے ڈرتے اور طرزِ کہن پر اڑتے ہیں۔[۱۷]

" People extole the past and deprecate the present is the present,not understanding that the whole of the past concentrated in one point."[18]

خودی کا فلسفہ جو افراد و اقوام کوہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے ؛کو" حکمتِ اقبال"[۱۹] میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اقبال نے خودی کو وحدتِ وجدانی یا شعور کا" روشن نقطہ" اور"پر اسرار شے" کہا ہے جس سے انسانی تخیلات و جذبات و تمنیات مستنیر ہوتے ہیں اور جو فطرتِ انسانی کی منتشر اور غیر محدود کیفیتوں کی شیرازہ بند ہے۔[۲۰]ہر تبدیلی اس کے بطن میں سانس لیتی ہے۔اور افراد و اقوم انفرادی اور اجتماعی زندگی ، معاملات ،افکار و خیالات اور جملہ شعبوں کی ،تہذیب ، ترتیب و تنظیم اس کے آئینے میں کرسکتے ہیں۔ان کے خیال میں:

" زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کرسکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب پیدا نہ ہو۔اور دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کرسکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب پیدا نہ ہو۔"[۲۱]

جس میں نہ ہو انقلاب ،موت ہے وہ زندگی

روحِ امم کی حیات، کشمکشِ انقلاب

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم

کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب [۲۲]

اقبال ہ انسانی شعور کو فطرت کی جانب سے خوداتنقادی "Self-criticism"" کی ایک کوشش [۲۳] بھی قرار دیتے ہیں۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

سرِّ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی [۲۴]

اقبال نے اپنی شاعری و افکار میں افراد و اقوام کی باطنی تربیت کو خصوصی لحاظ سے ملحوظ رکھا ہے۔"اسرارخودی" ،" رموزِ بے خودی" کے ساتھ ساتھ "پیامِ مشرق" کا مدعا بھی ان اخلاقی ،مذہبی اور ملی حقائق سے ہے جن کا تعلق افراد و اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔[۲۵]

اقبال کی نظر میں افراد و اقوام کے لیے ضروری ہے کہ تعینِ ذات،تعینِ مقاصد،تعینِ امکانات ،تعینِ ارتقا،تعینِ فنا وبقا کے عمل سے گزرنے کے لیے خود کو" خودی " کے سانچوں میں ڈھالیں۔اقبال کی فکرمیں "خودی"کا اساسی نکتہ علم و فن ہے ، جو انسان کو شعور ، عرفانِ ذات و اشیاتک پہنچاتا اور تسخیرِ ذات سے لے کر کائنات تک کو مسخر کرانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔اقبال کے ہاں علم وفن کی تفریق نہیں ۔دینی وعصری علوم کا فرق بھی روایتی معنوں میں نہیں بلکہ ایک ہی فرد میں تمام علوم کی موجودگی و امتزاج ہی تسخیرِ ذات و کائنات کا ضامن بن سکتا ہے۔

علم از سامانِ حفظ زندگی است

علم از اسبابِ تقویمِ خودی است

علم و فن از پیش خیزانِ حیات

علم و فن از خانہ زادانِ حیات [۲۶]

زندگی جہد است و استحقاق نیست

جز بعلم انفس و آفاق نیست [۲۷]

" Self control in individuals builds families;in commuities ,it build empires."[28]

خودی کے بعد اقبال مقاصد کی تشکیل ، افکار و خیالات کی شیرازہ بندی اورآرزو و خواہش کی عملی منصوبہ بندی کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمت ہے لحد میری

کہ خاکِ راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی[۲۹]

ماز تخلیقِ مقاصد زندہ ایم

از شعاعِ آرزو تابندہ ایم

صد مرض پیدا شد از بے ہمتی

کوتہ دستی ،بیدلی دوں فطرتی [۳۰]

مسلم استی سینہ را،از آرزو صد آباد دار

ہر زماں پیشِ نظر لا یخلف المیعاد دار[۳۱]

کردار ،عزائم،جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم ہی قوموں کے مستقبل ،استحکام،خوشحالی و ترقی کے فیصلے کرتے ہیں۔

Characater is the invisible force which ""
[nations.""[32 determines the destinities of

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے

یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے[۳۳]

پہلے خود دار تو مانندِ سکندر ہوتے

پھر جہاں میں ہوسِ شوکتِ دارائی کر[۳۴]

It is determination ,not brains that succeeds "
[in life."[35

imagination ,it is Given charater and healthy"
possibl to reconstruct this world of sin and misery
[into a varitable paradise."[36 I have often "
played hide and seek with wisdom ;she conceals
herself always behind the rock of
"[determination.[37

of the If you wish to be heard in the noise"
world.let your soul be dominated by a single idea
it is the man with a single idea who creates ,
political and social revolutions,estaiblishes empires
and gives law to world.[38]The weak lose
themselves in God ;the strong discover him in
[39]".themselves

اقبال کے خیال میں ہاتھوں کی لڑائی کا زمانہ گزر چکا ،اب دماغوں اور تمدنوں کی ہنگامہ آرائیوں کا وقت ہے ،اور یہ جنگ ایسی جنگ ہے کہ جس کے زخم رسیدہ زنگاری اور کافوری مرہم سے ہرگز اچھے نہیں ہوسکتے۔[۴۰]صاحبِ امروز وہی ہے جو اپنی ہمت سے زمانے کے سمندر سے گوہرِ فردا نکالے۔[۴۱] اس کے لیے پاک ضمیر ،بلند نگاہی اور مستیِ شوق کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ مال و دولتِ قاروں و فکرِ افلاطوں کی۔[۴۲]جو قومیں وقت سے تقاضو ں سے خود کو ہم آہنگ نہ کرے تو وہ فکری و روحانی لحاظ ہی سے نہیں بلکہ عملی طور بھی مرجاتی ہیں۔

ملتے چوں مرد کم خیزد ز قبر

چارۂ او چیست از قہر و صبر[۴۳]

تاہم جو قومیں ممکناتِ زندگی کی تلاش اورجہدِ مسلسل کرتی ہیں وہ بقاکے رستے پر گامزن ہوکر ہر شعبۂ زندگی میں‌طاقت وسطوت حاصل کرتی ہیں۔

جہاں را محکمی از امہات است

نہادِ شاں امینِ ممکنات است

اگرایں نکتہ راقومے نہ داند

نظامِ کاروبارش بے ثبات است[۴۴]

اقبال اجتہاد اور علم الکلام کو وقت کا تقاضا قرار دیتے ہیں۔اور ان کا خیال ہے کہ اس اختیار کو منتخب مجلس یا پارلیمنٹ کو سونپ دیا جائے۔[۴۵]

"سینکڑوں مذاہب دنیا میں پیدا ہوئے اور آخر کار مٹ گئے کیوں؟اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے عقلی ارتقا کے ساتھ ساتھ جدید ضروریات پیدا ہوتی گئیں جن کو ان مذاہب کے اصول پورا نہ کرسکے۔یہی وجہ ہے کہ اہلِ مذہب کو وقتاً فوقتاً نئے علمِ کلام ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔"[۴۶]

اقبال تقلیدِ محض کی نفی کرتے ہیں اور دورِ فتنہ ساز کے علاوہ اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھنے پر زور دیتے ہیں۔

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی

رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی [۴۷]

بہ بندِ صوفی و ملا اسیری

حیات از حکمتِ قرآن نگیری

بآتش ترا کارے جز ایں نیست

کہ از یقین،او کار آساں بمیرد[۴۸]

اقبال علوم و فنون ، سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم و تربیت کو فرسودہ طریقوں کی بجائے بچوں کی ذہنی و فکری ،نفسیاتی و جذباتی،اخلاقی،معاشی ،معاشرتی اور جسمانی نشوونما سے ہم آہنگ کرنے پر زور دیتے ہیں۔ آج پوری دنیامیں کتاب،استاد اور تعلیمی ادارے سرگرمیوں پر مبنی تدریس کو فروغ دینے کی کوشش کررہے ہیں تاکہ بچوں کی علمی،اخلاق اور مہارتوں پر مبنی صلاحیتوں کو خصوصی لحاظ سے مقدم رکھا جائے۔

وہ اپنے مضمون "بچوں کی تعلیم وتربیت"یوں لکھتے ہیں:

"ہمارا پرانا طریقہ بچوں کی قوائے عقلیہ و واہمہ کے مدارجِ نمو کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ان کے قوائے موہنہ برباد ہو جاتے ہیں اور ان کے چہرے پر ذکاوت کی وہ چمک نظر نہیں آتی جو اس بے فکری کی زندگی کے ساتھ مختص ہے۔"[۴۹]

تعلیم کا روحانی ،فکری و عملی پہلو ہمیشہ اقبال کے پیشِ نظر رہا ہے ۔وہ ظاہری تقلید کے مخالف اور اس کو زوال علم کے برابر گردانتے ہیں۔وہ طلبہ ، والدین اور تعلیمی اداروں کے لیے رہنما نکات پیش کرتے ہیں۔تعمیری پہلوؤں سے انکارنہیں مگر مشرق میں تعلیمی جدت کے نام پر مزموم مقاصد کی تکمیل کے ایجنڈے بھی آشکار ہورہے ہیں:

قوتِ مغرب نہ از چنگ و رباب

نے ز رقصِ دخترانِ بے حجاب

نے ز سحر ساحرانہ لالہ روست

نے زعریاں ساق و نے از قطعِ موست

محکمی او را نہ از لاطینی است

نے فروغش از خطِ لاطینی است

قوتِ مغرب از علم و فن

از ہمی آتش چراغش روشن است[۵۰]

من آں علم و فراست باپرِ کاہِ نمی گیرم

کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را[۵۱]

things?continual struggle what is the law of" what must then,be the end of educaiton?eventually , preparation for the struggle .A people working for intellectual superiority reveal thereby theire [feebleness."[52

صاحبزادہ آفتاب احمد کے نام ان کے خط [۵۳]میں جدید دینی و عصری تعلیم کا پرتو مل جاتا ہے۔اقبال علم و حکمت ،صنعت و حرفت ،سائنس و ٹیکنالوجی میں ہر قوم و ملت سے استفادہ کرنے کے حق میں ہے۔"مشرق یا مغرب ،جہاں سے اپنے مطلب کا آدمی ملے ،لے لینا۔"[۵۴]

مشرق سے ہو بے زار نہ مغرب سے حذر کر

فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر[۵۵]

The powerfull man creates environmwnt ": [the feeble have to adjust themselves to it".[56/

جدید میں وطنیت و قومیت کے مسائل نے نئے انداز کے ساتھ سر اٹھایا ہے۔خاموش تحریکوں اور سازشوں کے ذریعے اسلامی دنیا میں بالخصوص زبان و جغرافیے کی بنیاد پر نئی ریاستوں کا قیام وحدت ملک و ملت کو پارہ پارہ کرنے کی کوششوں کا حصہ ہے۔

وطنیت کے اصول پر اسلام کے اصولِ اجتماعی کو ترجیح دینے کی بنا پر عبدالماجد دریا بادی نے اقبال کو"امام العصر"[۵۷]کا خطاب دیا تھا۔

اقبال لکھتے ہیں:

" میری فارسی نظموں کا مقصد اسلام کی وکالت نہیں کرنا نہیں بلکہ میری قوتِ طلب و جستجو تو صرف اس چیز پر مرکوز رہی ہے کہ ایک جدید معاشرتی نظام تلاش کیاجائے اور عقلاً یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کوشش میں ایک ایسے معاشرتی نظام سے قطعِ نظر کرلیا جائے جس کا مقصدِ وحید ذات پات ،امیرو غریب ،رنگ ونسل کے تمام امتیازات کو مٹادیناہے۔"[۵۸]

Islam appears as a protest against " idolatry.And what is patriotism but a subtle form of idolatry;a deification of a material object.Islam could not tolerate idolatry in any form.it is our nst idoltary in all its eternal mission to protest agai [form.[59

the idea of nationality is certinly a healthy " factor in the growth of communities.but it is apt to be exagerated and when exagerated it has a tendency to kill the broad human elements in Art [and Literature."[60

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے

جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیبَ نوی ہے

غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبوی ہے

اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے

جمعیتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے [۶۱]

اقبال کے ہاں ادب و فنونِ لطیفہ کا تصور ان کے آفاقی تصورِ خودی سے منسلک ہے۔"دراصل شعرو اصلاحِ ادبیاتِ اسلامیہ "اسرارِ خودی میں ایک مکمل نظامِ ادب و فنونِ لطیفہ کی صورت میں ہماری رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں۔[۶۲]وہ قومیں رسوا ہوجاتی ہیں جن کا ادب و دین خودی سے بیگانا ہوجائے۔[۶۳]

محفلِ نظمِ حکومت ،چہرۂ زیبائے قوم

شاعرِ رنگیں نوا ہے دیدۂ بینائے قوم

میں شعر کے اسرار سے محرم نہیں لیکن

یہ نکتہ ہے تاریخِ امم جس کی ہے تفصیل

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے

یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل[۶۴]

اسلام کے حوالے سے اقبال کا نقطۂ نظرانتہائی واضح و دوٹوک الفاظ میں سامنے آتا ہے۔وہ دنیاکے تما م ازموں کے لیے اسلام کو نجات دہندہ قرار دیتے ہیں۔

زمانہ کہنہ بتاں را ہزار بار آراست

من از حرم نہ گزشتم کہ کہنہ بنیاد است[۶۵]

اقبال اسلام کے آفاق گیر تصورِ انسانیت ،بنیادی انسانی حقوق اور روحانی و مادی ترقی کے ہئیتی نظام کو پوری دنیا کے لیے سودمند اور جامع تصور کرتے ہیں:

"میرے نزدیک فاشزم ،کیمونزم یا زمانۂ حال کے اور ازم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔میرے عقیدے کی رو سے صرف اسلام ہی ایک حقیقت ہے جو بنی نوعِ انسان کے لیے ہر نقطۂ نگاہ سے موجبِ نجات ہوسکتی ہے۔"[۶۶]

Yet islam is the only force in the world " which is still working in the direction of an attitude -equity."[67] "Islam is not an attitude that is to say of freedom and even of defiance to , the universe.it is really a protest against the entire e ancient world.Briefly ,it is the outlook of th [discovery of Man."[68

"این میری شمل کے خیال میں،اگر اقبال کے افکار کو کسی ایک نظام کے تابع کیا جائے تو وہ نظام عقیدۂ توحید ہے۔یہ وہ عقیدہ ہے جو وحدتِ خدا کا مظہر ہوتے ہوئے انسان کی انفرادی زندگی کو وحدت دیتا ہے اور مذہبی سیاسی احزاب کو یکتائی بخشتا ہے۔[۶۹]

اقبال دینی عقائد و عبادات کے عملی استعمال پر زور دیتے ہیں اور اس لیے وہ انفرادی و اجتماعی زندگی میں اسلام کے جملہ اصول اور انقلابات آشکار کرتا ہے۔جس کے ذریعے مسلمان ماضی میں تہذیبی و سائنسی ترقی کی معراج پر پہنچ چکے تھے۔اقبال علمی ترقی کے ساتھ ساتھ فنی و صنعتی ترقیکی طرف خصوصی اشارے کرتے نظر آتے ہیں:

"میری نگاہ میں اس بڑھئی کے ہاتھ جو تیشے کے متواتر استعمال سے کھردرے ہوگئے ہیں،ان نرم نرم ہاتھوں کی نسبت بدرجہا خوب صورت اور مفید ہیں ،جنھوں نے قلم کے سوا کسی اور چیز کا بوجھ محسوس نہیں کیا۔[۷۰]

اقبال جب اعلی تعلیم کے لیے انگلستان جارہے تھے ،توبحری سفر میں چینیوں کی خودداری (ملکی مصنوعات کے استعمال اور غیر ملکی مصنوعات کے عدم استعمال) کی روش کا سن کر بہت متاثر ہوئے اور چینیوں سے مخاطب ہوکر یہ تاریخ ساز جملہ کہاتھا:

"ابھی تم آنکھیں مل رہے ہو کہ اس سے دیگر قوموں کو اپنی اپنی فکر پڑگئی۔"[۷۱]

'آج پوری دنیا کی مارکیٹ پر چین کا قبضہ اورسی پیک کے ذریعے عالمی منڈیوں تک رسائی سے عظیم تر چین کا خواب پورا ہوتا نظر آرہا ہے۔وہ ایک مضبوط اقتصادی طاقت کی صورت میں دینا پر اپنی برتری ثابت کررہا ہے۔اقبال کی دور بین نگاہیں چین کے مستقبل کی نوید دے رہی ہیں۔ساتھ ہی ہمیں خود انحصاری او راپنی مصنوعات استعمال کرنے کے حوالے سے اقتصادی اور صنعتی انقلاب کا اشارہ بھی دے رہے ہیں۔

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات

فطرت لہو ترنگ ہے غافل نہ جلترنگ[۷۲]

مجلسِ اقوام یاموجودہ اقوام متحدہ عالمی سطح پر افرادو اقوام کا اعتماد حاصل کرنے میں‌ناکام چلا آرہا ہے۔مخصوص ممالک کا اقوامِ متحدہ پر قبضہ اور من مانے فیصلو ں کے اجراو اطلاق نے اس کی ساکھ کو بہت بے اعتماد بنا دیا ہے۔آج حالت یہ ہے کہ زیرِ آسماں ،انسان،انسان کو کھارہا ہے اور ملتے بر ملتے دیگر خرد[۷۳]

برفتد تا روشِ رزم دریں بزمِ کہن

دردمندانِ جہاں طرحِ نو انداختہ اند

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دُز دے چند

بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند[۷۴]

بادِ صبا اگر بہ جنیوا گزر کنی

حرفے زما بہ مجلسِ اقوام باز گوئے

دہقاں و کشت و جوئے و خیاباں فروختند

قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند[۷۵]

افغانستان کا مسئلہ ہمسایہ ممالک سے قابلِ قبول حل کا تقاضا کرتا ہے وگرنہ ہر ہمسایہ ملک بالخصوص او رپوری دنیا بالعموم سکون سے محروم رہے گی۔اقبال کی پیش گوئی وقت نے حرف بہ حرف ثابت کردی ہے۔پاکستان و دیگر ممالک کا امن و استحکام دراصل افغانستان کے امن و استحکام سے وابستہ ہے۔

The verdict of history is that buffer states " have never been able to form themselves into a -greatpolitical uiits.So was the case with syria statebetween the Empire of Rome and that buffer of the Persians.it seems difficult to forcast the [future of Afghanistan." [76

آسیا یک پیکرِ آب و گِل است

ملتِ افغاں در آں پیکر دل است

از فسادِ او فسادِ ایشیا

از کشادِ او کشادِ ایشیا[۷۷]

اقبال” پیامِ مشرق “میں امیر امان اللہ خاں کے نام پیش کش میں افغانستان کے لیے ایک مضبوط سیاسی نظام کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ماضی کے تجربات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جمہوری انداز میں اقبال کا پیش کردہ نظام افغانستان کے لیے مستقبل میں مفید و قابلِ عمل ثابت ہوسکتا ہے۔کیونکہ اس کی بنیاد وہاں کا مخصوص مذہبی، تہذیبی،ثقافتی، اور روایتی پس منظر ہے۔بیرونِ ملک سے آیا ہوا کوئی بھی نظام زمینی حقائق سے یکسر مختلف ہوگا۔

تازہ کن آئینِ صدیقؓ و عمرؓ

چوں صبا بر لالۂ صحرا گزر

ملتِ آوارۂ کوہ و دمن

دررگِ او خونِ شیراں موجزن

زیرک و روئیں تن و روشن جبیں

چشمِ او مانند شیراں موجزن

قسمتِ اوازجہاں نایافتہ

کوکبِ تقدیرِ او نایافتہ

درقہستاں خلوتے ورزیدہٗ

رستخیزِ زندگی نادیدہٗ

جانِ تو برمحنتِ پیہم صبور

کو ش در تہذیبِ افغانِ غیور

تاز صدیقانِ ایں امت شوی

بہر دیں سرمایۂ قوت شوی [۷۸]

اقبال مغرب کی مثبت خصوصیات سے استفادہ اور منفی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک متوازن فکر ہمارے سامنے لاتے ہیں۔انھوں نے منظوم ومنثور آثارمیں مغربی تہذیب پر کھل کراظہارِ خیال کیا ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مغرب پر محض تنقید درست نہیں ،وہاں ہر شعبۂ زندگی میں‌ترقی نے انسان کے لیے آسانیاں بھی پیدا کی ہیں،البتہ روحانیت سے تہی دست ترقی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ

انسان مختلف مسائل کے زد میں بھی آچکا ہے اور خود مغرب مشرقی تہذیب سے فیض یاب ہونے کی ضرورت محسوس کررہا ہے۔اکیسویں صدی کے ربع اول میں یہ حقائق کھل کر سامنے آرہے ہیں۔اقبال مشرق کوخود شناسی اور خود احتسابی کا درس دیتے ہیں۔اپنے آباو اجداد کی کتابیں مغرب کی لائبریریوں میں‌دیکھ کر ان کا دل تیس ٹکڑے[۷۹] ہوجاتا ہے۔

فریاد ز افرنگ و دل آویزیِ افرنگ

فریاد زشیرینی و پرویزیِ افرنگ

عالم ہمہ ویرانہ زچنگیزیِ افرنگ

معمارِ حرم بازبہ تعمیرِ جہاں خیز

از خوابِ گراں،خوابِ گراں ،خوابِ گراں خیز[۸۰]

مسلماں کو مسلماں کردیا طوفانِ مغرب نے

تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی[۸۱]

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں

کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی[۸۲]

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے خالی

میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

تیری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں

فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

میں نے دیکھا ہے غلامی سے امتوں کی نجات

خودی کی پرورش و لذتِ نمو میں ہے [۸۳]

چیتے کا جگر چاہیے شاہیں کا تجسس

جی سکتے ہیں بے روشنیِ دانشِ افرنگ [۸۴]

اقبال کے افکارہر دور میں رہنمااورہر دور میں حرکت و ولولہ پید اکرتے ہیں ،اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام میں ہر دور کے تقاضوں کا پرتو ملتاہے۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی کے یہ رائے ہر لحاظ سے صائب ہے کہ :

ملتِ اسلامیہ کے ساتھ اقبال بھی ابد قرار ہوگیا ہے۔؛اگر اس کے افکار محدود اور ہنگامی ہوتے تو کچھ عرصے بعد زمانہ انھیں پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتا،لیکن اقبال کے افکاراوراس کے وجدانات میں ایک لامتناہی صفت پائی جاتی ہے جونہ صرف زمان ومکاں بلکہ اس ملت کے حدود سے بھی وسیع ترہے جس کا عروج و زوال اس کاخاص موضوعِ فکراور جس کا درد اس کے دل و جگر کا سرمایہ تھا۔‘‘[۸۵]

موضوع کی وسعت کواقبال کے درج ذیل اشعار میں سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ اشعار ہردور میں‌ملک و ملت اور انسانیت کے بہی خواہوں‌کو پیغامِ حرکت و عمل پر آمادہ کرکے ان کی روح و جسم میں‌نئی جان ڈالتے ہیں۔ان کے اندر’’بدلتی دنیا کے تقاضے اور فکرِ اقبال‘‘ کی جھلک نمایاں ہوکر نظر آرہی ہے۔

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے

یقیں پیدا کراے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی

ستارے جس کی گردِراہ ہو وہ کارواں تو ہے

مکاں فانی ،مکیں آنی ،ازل تیرا ابد تیرا

خدا کا آخری پیغام ہے، تو جاوداں تو ہے

یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا

کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

جہانِ آب و گل سے عالمِ جاوید کی خاطر

نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے

سبق پھر پڑھ صداقت کا،عدالت کا ،شجاعت کا

لیا جائے گاتجھ سے کام دنیا کی امامت کا[۸۶]

حوالے

۱: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،طبع ششم،۲۰۰۴ئ،ص۶۲

۲: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)لاہور،شیخ غلام علی اینڈ سنز،۱۹۷۳ء ،ص۸۹۴

۳: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۶

۴: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۵۳۵

۵: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۷

۶: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۴۹۲

۷: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۲۴۲

۸: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۲۴۰

۹: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۱۶۸

۱۰: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۸۶۰

۱۱: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)۴۴۰

۱۲: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۹۶

۱۳: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۲۱۵

۱۴: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)۱۶۸

۱۵: قومی زندگی،اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،لاہور ،آئینۂ ادب،طبع اول ۱۹۶۳ئ،ص۴۱

۱۶: :اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۱۷

۱۷: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص ۲۰۲

18: Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal,Lahore ,Iqbal academy pakistan,2006,p160

۱۹: محمد رفیع الدین،حکمتِ اقبال،اسلام آباد،ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی،بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی،طبع جدید ۱۹۹۶ء

۲۰: دیباچۂ پیامِ مشرق،علامہ اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۲۰۸

۲۱: دیباچۂ مثنوی اسرارِ خودی،اقبال ،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۱۵۳

۲۲: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۴۲۸

23: Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 17

۲۴: :اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۸۷

۲۵: دیباچۂ پیامِ مشرق،علامہ اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۲۰۷

۲۶: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۱۷

۲۷: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۱۷

28: Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 89

۲۹: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۳۵۳

۳۰: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۱۳

۳۱: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۹۶

32: Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 72

۳۳: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۷۹

۳۴:: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۳۱۲

35:: Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 101

36: : Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 92

37: : Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 139

38:: Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited page 140 by Dr javaid Iqbal

39: : Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 151

۴۰: قومی زندگی،اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۴۰

۴۱: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۳۴

۴۲: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۴

۴۳: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۷۷۹

۴۴: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۹۷۵

۴۵: اقبال ،تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ،ترجمہ سید نذیر نیازی،لاہور ،بزمِ اقبال،۲۰۰۰ئ،ص۲۳۱

۴۶: قومی زندگی،اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۴۲

۴۷: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۳۵۱

۴۸: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۹۵۵

۴۹: بچوں کی تعلیم و تربیت،اقبال مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۱

۵۰: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۸۰۱

۵۱: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۴۹۶

Muhammad iqbal ,Stray : ::52
reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 80

۵۳:خط بنام صاحبزادہ آفتاب احمد ،مشمولہ اقبال نامہ ،اقبال،لاہور،اقبال اکادمی،۲۰۰۵،ص۵۲۲

۵۴-انجمن حمایتِ اسلام کے تعلیمی عزائم کیا ہونے چاہئیں،اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۲۱۵

۵۵:اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۶۲۱

Muhammad iqbal ,Stray : : "56:
l page 82reflection,edited by Dr javaid Iqba

۵۷:خط بنام عبدالماجد دریابادی، ،مشمولہ اقبال نامہ ،ص۲۱۸

۵۸:خط بنام ڈاکٹر نکلسن،،مشمولہ اقبال نامہ ،ص۳۴۹

Muhammad iqbal ,Stray : : " :59

:reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 35

Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited : :60
Iqbal page 86 by Dr javaid

۶۱: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۱۶۰۱ ۶۲:

اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۳۴ ۶۳:

اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۶۱۲

۶۴-اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۳۴ ۶۵:

اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۸۶۰

۶۶: شہپرِ جبریل ،پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل،مترجم ڈاکٹر محمد ریاض،لاہور،گلوب پبلشرز،۱۹۸۵،ص۱۱۱

Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited : :67
by Dr javaid Iqbal page 78

Muhammad iqbal ,Stray reflection,edited : :68
by Dr javaid Iqbal page 153

۶۹: شہپرِ جبریل ،پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل،مترجم ڈاکٹر محمد ریاض،لاہور،گلوب پبلشرز،۱۹۸۵،ص۱۱۶

۷۰: قومی زندگی،اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۶۱

۷۱: اقبال کے خطوط ایڈیٹر وطن کے نام ،قومی زندگی،اقبال،مشمولہ مقالاتِ اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد،ص۷۹

۷۲: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۸۶۰ ۷۳:

اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۴۸۷ ۷۴:

اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۳۶۳

۷۵:اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۵۰۷

Muhammad iqbal ,Stray : : :76
reflection,edited by Dr javaid Iqbal page 41

۷۷: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۹۷۷ ۷۸:

اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۱۸۸ ۷۹:

اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۰۷

۸۰: اقبال،کلیاتِ اقبال(فارسی)ص۴۷۵ ۸۱:

اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۶۷

۸۲: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۶۷ ۸۳:

اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۳۴۵

۸۴: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۴۰۱ ۸۵:

فکرِ اقبال ،ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم،لاہور،بزمِ اقبال،۲۰۰۵،ص۲۷

۸۶: اقبال،کلیاتِ اقبال(اردو)ص۲۹۹